ماہنامہ مجلّہ

حیاتِ نو

بلریاگنج

تراویح سے جنسی امراض ختم ہوتے ہیں اور اعصابی کھچاؤ اور دباؤ کم ہوتا ہے۔ رانوں اور پنڈلیوں کے پٹھے مضبوط ہوتے ہیں، معدے کے امراض اور دل کے امراض کم ہوتے ہیں۔ رمضان المبارک میں شام کے بعد بدن میں سستی آجاتی ہے تراویح کی نماز اس کا بہترین علاج ہے۔

آہ! مولانا صغیر احسن اصلاحی مرحوم

انیس احمد فلاحی مدنی

۱۳/ نومبر کو شام سوا تین بجے استاذ محترم مولانا صغیر احسن اصلاحی مرحوم کی وفات کی خبر سن کر ہر دیار سوگوار ہو گیا۔ ہر شخص کے چہرے پر اداسی کی لکیریں کھنچ گئیں۔ ۱۴/ نومبر کو نو بجے احاطہ جامعہ میں صدر جامعہ جناب مولانا طاہر صاحب مدنی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جامعہ سے متصل قبرستان میں مولانا جلیل احسن ندوی کے پہلو میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔

موصوف مدرسۃ الاصلاح سرائمیر کے فارغ التحصیل تھے۔ فراغت کے بعد ہی سے تدریس سے وابستہ ہو گئے اور تا حیات اس سے وابستہ رہے۔ آپ کا طریقہ تدریس استخراجی تھا۔ طرز تدریس مؤثر، اشتیاق دلنشین و پرکشش تھا۔ فقہ و حدیث پر آپ کی گہری نظر تھی۔ منطق و فلسفہ بھی آپ کے زیر درس رہا۔ موصوف بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ زہد و تقویٰ، للہیت اور اخلاص کی صفت کوٹ کوٹ کر آپ کے اندر بھری ہوئی تھی اور اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا کہ جامعۃ الفلاح میں تقویٰ و للہیت، شب خیزی و تہجد گذاری اور خدا ترسی کی ہوا چلانے میں آپ کا اہم رول تھا۔

آغاز شباب ہی میں جماعت سے منسلک ہو گئے اور تا حیات استقامت کے جوہر دکھاتے رہے۔ رسول پور کی مقامی جماعت کی تشکیل اور اس کے استحکام میں آپ کا زبردست کردار رہا۔ شہادت حق کی ادائیگی کی لگن، صبر و اخلاص، استقامت، زہد و استغناء، اور ملنساری و خوش اخلاقی آپ کی نمایاں خوبیاں تھیں۔ ہر ایک کے غم میں شریک رہتے، مریضوں کی عیادت اور جنازوں میں شرکت کا اہتمام کرتے۔ فقراء و مساکین کی چپکے چپکے مدد کرنا بھی آپ کا معمول تھا۔ کسی کو پریشان حال دیکھتے تو تڑپ اٹھتے اور اس کی پریشانی دور کرنے کی جد و جہد میں لگ جاتے۔ اللہ رب العزت موصوف کی بشری لغزشوں کو معاف فرمائے، انھیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ ☆☆

انجمن طلبہ قدیم جامعۃ الفلاح کا ترجمان

ماہنامہ مجلہ

حیات نو

بلریا گنج

جلد نمبر ۱۶	رمضان ۱۴۲۱ھ دسمبر ۲۰۰۰ء	شمارہ ۱۲

مدیر مسئول نور محمد فلاحی	**معاون مدیر** انیس احمد فلاحی مدنی
❋ سالانہ زر تعاون : ۵۰ روپے ❋ خصوصی زر تعاون : ۱۰۰ روپے ❋ بیرون ملک : ۲۵ امریکی ڈالر	❋ طلبہ کے لیے : ۴۰ روپے ❋ اعزازی زر تعاون : ۱۰۰۰ روپے ❋ قیمت فی شمارہ : ۶ روپے

◯ اس دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کی مدت خریداری ختم ہو چکی ہے لہٰذا جلد از جلد سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں۔

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔

ترسیل زر کا پتہ

ماہنامہ مجلہ حیات نو، جامعۃ الفلاح

بلریا گنج، اعظم گڑھ (یوپی) ۲۷۶۱۲۱

✆ : 05466-25115

نقوش حیات نو

○ اداریہ

پیغام رمضان — انیس احمد فلاحی — ۳

○ شمع فروزاں

نیکیوں کا موسم بہار — ولی اللہ مجید قاسمی — ۶

○ بحث ونظر

مسلمان اور کتب خانے — عبدالرحمن ذریاب فلاحی — ۹

○ مذاہب عالم

ہندو دھرم (۵) وید کا تعارف — انیس احمد فلاحی — ۱۹

○ وعظ وارشاد

ایک قابل غور بات — ادارہ — ۲۳

○ فقہ وفتاویٰ

مسلمان کے تہواروں میں شرکت کا حکم — ابوالقمر فلاحی — ۲۵

زکوۃ کی خوشی میں دعوت کے اہتمام کا حکم

○ اسرار شریعت

خون کی حرمت کے اسباب — ۲۶

○ شعر ونغمہ

قطعات — منور علی میر گنت — ۲۷

○ جامعہ کے لیل ونہار

سالانہ امتحان — ۲۸

نتائج

اعلان عام

○ روداد انجمن

تقریری مقابلہ — محمد اکرم فلاحی — ۲۹

اداریہ

پیغام رمضان

انیس احمد فلاحی

ماہ رمضان کی فضیلت واہمیت کم وبیش ہر مسلمان جانتا ہے۔ متعدد احادیث میں اس کی برکتوں اور رحمتوں کے تذکرے ہیں۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لوگو بہت ہی عظمت وبرکت کا ایک مہینہ تم پر سایہ فگن ہونے والا ہے یہ مہینہ وہ ہے جس میں ایک رات ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے۔ خدا نے اس مہینہ کے روزے فرض قرار دیے ہیں اور قیام لیل کو نفل قرار دیا ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں دل کی خوشی سے بطور خود کوئی ایک نیک کام کرے گا وہ دوسرے مہینوں کے فرض کے برابر اجر پائے گا اور جو شخص اس مہینہ میں ایک فرض ادا کرے گا خدا اس کو دوسرے مہینوں کے ستر فرضوں کے برابر ثواب عطا فرمائے گا۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ یہ ایسا مہینہ ہے جس کے ابتدائی عشرہ میں رحمت، درمیانی عشرہ میں مغفرت اور آخری عشرہ میں دوزخ سے رہائی ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں اپنے غلام (زیر دست) سے کم کام لے اللہ اس کو بخش دے گا اور دوزخ سے آزاد کر دے گا (السنن الکبریٰ، الامام بیہقی)۔

ماہ مبارک کی اس فضیلت اور قدر واہمیت کی وجہ یہ ہے کہ یہی وہ ماہ ہے جس میں انسانوں کو وہ لازوال ہدایت دی گئی جس پر گردش اور قدامت کا کبھی کوئی اثر نہیں ہوگا۔ کاش اس ماہ مبارک کی قدر ومنزلت کا احساس مسلمانوں کے دلوں میں ایسا پیدا ہو کہ وہ اس نعمت عظمیٰ سے کما حقہ فیضیاب ہونے کی پوری پوری کوشش کریں اور اللہ کی رحمت کو یوں صدا دیں کہ زندگی کے سارے درد وداغ یک لخت کافور ہو جائیں اور مسلمانوں کو دنیا میں بھی عزت وآبرو کا مقام حاصل ہو اور آخرت میں اللہ کی رضا وخوشنودی سے شاد کام ہوں۔

اے کاش، نزول قرآن کا یہ مہینہ ملت اسلامیہ کے ہر ہر فرد کو قرآن کریم کا ایسا والہ اور شیدا بنا دیتا کہ وہ اسی کو اپنی زندگی کا آئینہ بنالے وہ اسی کو ہر کتاب سے زیادہ پڑھنے والی کوہ

کتاب سے زیادہ سمجھنے اور اس کے مفہوم و مدعا کو اپنی زندگی میں سب سے زیادہ اتارنے کی کوشش کرے حتیٰ کہ اس کی زندگی پوری کی پوری قرآن کا نمونہ بن جائے۔ اس کی سیرت قرآن ہو، اس کا اخلاق قرآن ہو، اس کی فکر کا محور قرآن ہو، اس کا تمدن قرآن، اس کی تہذیب قرآن ہو، اس کی تجارت، اس کی صنعت، اس کی حرفت، اس کی سیاست، اس کی معیشت، غرض اس کی زندگی کا ہر معاملہ قرآن کی ہدایت کے نور سے منور ہو کہ یہی چیز اس کو دنیا کی امامت و قیادت کے منصب سے بھی سرفراز کرے گی۔

یوں تو زوال امت کے اسباب میں عالم اسلام پر تاتاریوں کی یورش و یلغار، گروہی و عصبیتی تعصبات اور اغیار کی سازشوں کا بالخصوص ذکر کیا جاتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ امت کی زبوں حالی، اس کے افتراق و انتشار اور دنیا میں اس کی بے وقعتی کا حقیقی اور بنیادی سبب اس عظیم امانت سے لاپرواہی ہے جس کا خدا نے حامل و امین بنایا تھا۔ خدا کی غیرت کبھی گوارا نہیں کر سکتی کہ اس کے پیغام و فرامین کی بے وقعتی کرنے والے عزت و سربلندی کا مقام پا سکیں۔ آج بھی اگر ہم اپنی گمشدہ عظمتوں کی بازیابی چاہتے ہیں تو اس کے لیے اس کتاب عزیز کی جانب پلٹنا اور اسی کو اپنا رہنما بنانا ضروری ہوگا۔

اس نعمت کی عظمت کا اندازہ آپ اس سے لگائیں کہ اسی نعمت کی شکر گزاری کے طور پر ہی اللہ تعالیٰ نے ماہ مبارک کے روزے فرض قرار دیے تاکہ ہم نفسانی و شہوانی خواہشات کو دبا کر قرب الٰہی حاصل کر سکیں۔ روزہ کے اندر شہوات و خواہشات پر قابو پانے کی صلاحیت دیگر عبادات و اذکار کے مقابلہ میں کئی گنا زیادہ ہوتی ہے۔ کیوں کہ یہ انسان کے ارادہ کو مضبوط بناتا ہے اور اس کے اندر اپنی خواہشات و لذات پر حکمرانی کی طاقت عطا کرتا ہے۔ یہ خواہشات وہ چیزیں ہیں کہ اگر انہیں بالادستی نصیب ہو جائے تو انسانی تعلقات کا شیرازہ بکھر جاتا ہے۔ اور آپس کا تعاون و اتحاد پارہ پارہ ہو کے رہ جاتا ہے۔ خواہشات پر قابو پالینا دنیوی زندگی میں انسان کا اپنے سب سے بڑے دشمن پر قابو پالینا ہے جس کے بعد اس کا رخ خدا کی طرف ہو جاتا ہے۔ اور طہارت و پاکیزگی میں اس پر ملائکہ بھی رشک کرنے لگتے ہیں۔ البتہ اس مرحلہ کو پانے کے لیے بڑے مجاہدے کی ضرورت ہے۔ خواہشات سے جنگ کرنے اور ان پر قابو پانے کی ضرورت

ہے۔ روزوں کی حفاظت اور اس کے آداب کا خیال رکھنے کی ضرورت ہے۔ بایں طور کہ منہ کو کھانے اور پینے سے، آنکھوں کو بیہودہ اور فحش مناظر کی دید سے، کانوں کو گانے بجانے کی آواز سے، ذہن و دماغ کو شہوانی اور ہیجانی افکار و تصورات سے، ہاتھ اور پیر کو دوسروں کی ایذا رسانی سے اور زبان کو غیبت، چغلخوری، بہتان اور افتراء پردازی سے مکمل طور پر محفوظ رکھا جائے۔ ارشاد رسول اللہ ﷺ ہے "من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ فی أن یدع طعامہ و شرابہ" (صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب من لم یدع قول الزور والعمل بہ فی الصوم)۔ جس نے جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی حاجت نہیں کہ وہ اپنا کھانا اور پینا چھوڑ دے۔

بخشش و مغفرت اور آگ سے نجات کا یہ مہینہ ہمیں اپنے گناہوں سے مغفرت اور جہنم کی آگ سے اپنے آپ کو بچانے کی دعوت دیتا ہے۔ یہ ہمارے لیے بہترین موقع ہے کہ ہم کثرت سے اپنے گناہوں پر توبہ و استغفار کریں اور دوزخ سے نجات اور جنت کے حصول کے لیے ذکر و مناجات اور دعائیں کریں۔

غمخواری کا یہ مہینہ ہمیں غریبوں اور مسکینوں کے ساتھ رحمت و ملاطفت کی روش اپنانے کی دعوت دیتا ہے کہ یہی چیز رحمت خداوندی کو متوجہ کرتی ہے۔ ماہ مبارک کے کسی بھی لمحہ کو ضائع نہ کیجیے۔ عبادت و تلاوت، ذکر و تسبیح، ہمدردی و خیر خواہی اور غرباء پروری کی روش کو اپنا کر اپنے رب غفور کو راضی کرنے کی کوشش کیجیے۔ کہ "بدبخت ہے وہ شخص جس نے رمضان جیسے مہینہ کو پایا اور اپنی مغفرت کی کوشش نہ کی۔"

اللہ ہم سب کو ماہ مبارک کی طاقتوں، برکتوں اور فیضان رحمت سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

قطعہ

روکے نہیں رکیں گے نکل رواں ہیں ہم   ہمسے نہیں کھیلیں گے کہ کوہ گراں ہیں ہم
اچھی طرح سے جانتے ہیں مقصد حیات   روز ازل سے محرم راز جہاں ہیں ہم

✿ ✿ ✿

شمع فروزاں

نیکیوں کا موسم بہار

ولی اللہ مجید قاسمی

ہر چیز کی طرح نیکیوں کے بھی کچھ مخصوص موسم ہیں۔ جن میں نیکیاں بڑھتی اور پروان چڑھتی ہیں، پھلتی اور پھولتی ہیں، سرسبز وشاداب اور پر بہار ہو جاتی ہیں اس نورانی ماحول میں ایک خاص کیفیت ہوتی ہے جس کی وجہ سے افعال میں تاثیری صلاحیت چند در چند ہو جاتی ہے اور عنایت کے فاصلے سمٹ آتے ہیں اور چند دنوں میں انسان وہ سب کچھ حاصل کر سکتا ہے جو برسوں کی ریاضت کے بعد ملتے ہیں۔

ماہ رمضان نیکیوں کا موسم بہار ہے جس میں آسمان سے رحمتوں اور برکتوں کی موسلا دھار بارش ہوتی ہے، پوری فضا اور پورے ماحول کو ایک نورانی چادر ڈھانک لیتی ہے، ایمان و یقین کی پر بہار ہوائیں چلنے لگتی ہیں جسے ہر وہ شخص محسوس کر سکتا ہے جس کے اندر ایمانی حرارت کی ایک چنگاری بھی موجود ہے۔ تقوی جو روح عبادات ہے، مقصود بندگی اور مطلوب مومن ہے وہ اس مہینہ کے روزہ کے ذریعہ حاصل کیا جا سکتا ہے، یہ ایک آزمایا ہوا نسخہ ہے اور تاریخ نے اس کی صداقت کی گواہی دی ہے ارشاد ربانی ہے: ﴿یا ایھا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون﴾

تقوی کیا ہے؟ اس کے متعلق حضرت عمرؓ نے حضرت ابی ابن کعب سے سوال کیا تو انھوں نے پوچھا آپ کا کبھی ایسے راستے سے گذر ہوا ہے جس کے دونوں طرف خار دار جھاڑیاں ہوں حضرت عمرؓ نے جواب دیا ہاں، پوچھا آپ کس طرح راستہ طے کرتے ہیں؟ فرمایا اپنے کپڑوں کو دونوں ہاتھوں سے سمیٹ لیتا ہوں اور اس بات کا خیال رکھتے ہوئے چلتا ہوں کہ کہیں کپڑے کا کوئی حصہ جھاڑیوں میں الجھ نہ جائے، حضرت ابی نے فرمایا یہی تقوی ہے۔

گویا دنیاوی زندگی کا راستہ خواہشات نفس اور گناہوں کی خار دار جھاڑیوں کے درمیان سے گذرتا ہے اور جو لوگ منزل مقصود تک پہنچنے کی خواہش رکھتے ہیں ان کے لیے ضروری ہے کہ دامن سمیٹ کر پھونک پھونک کے قدم اٹھائیں ورنہ دامن حیات ان میں الجھ کر تار تار ہو جائے گا

روزہ کے ذریعہ اس طرح زندگی گذارنے کی مشق کرائی جاتی ہے، اور ایک ماہ تک مسلسل بھوکا اور پیاسا رکھ کر اس بات کی تربیت کرائی جاتی ہے کہ وہ احکام خداوندی کے آگے سر تسلیم خم کر دے، جس شخص نے حکم رب کی وجہ سے اپنی ضروریات زندگی سے کنارہ کشی اختیار کر لی ہے اور تنہائی میں جبکہ کوئی اسے دیکھ نہیں رہا ہے، بھوک کی وجہ سے نگاہوں کے سامنے اندھیرا چھایا جاتا ہے، پیاس سے حلق بیٹھنے لگتا ہے، اور انواع اقسام کے لذت دار کھانے سامنے ہیں لیکن اللہ کے وجود کا اور اس کے داناو بینا ہونے کا اس درجہ احساس و شعور کہ کھا لینے کے خیال کو بھی وہ اچھا نہیں سمجھتا ہے، ایسے شخص سے یقیناً اس بات کی امید کی جاتی ہے کہ وہ سال کے بقیہ گیارہ مہینے میں ضرور اللہ کے حکم کے آگے سر کو جھکائے گا اور اس کے منع کردہ چیزوں سے کنارہ کش رہے گا۔ اگر کوئی روزہ دار اس مقصد کو حاصل نہیں کر پا رہا ہے تو اس کی تربیت میں نقص ہے اور روزہ بے مقصد ہے، چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے "من لم یدع قول الزور والعمل به فلیس لله حاجة فی أن یدع طعامه و شرابه رواه البخاری (ریاض الصالحین: ۱۲۸۵) جو شخص جھوٹی بات اور اس پر عمل کو نہ چھوڑے اللہ تعالی کو اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔

جو شخص مقصد کو پیش نظر رکھ کر روزہ رکھتا ہے اور اپنی زندگی اس کے تقاضوں کے مطابق گذارتا ہے تو اس کے روزہ کا ثواب ایک نہیں سات سو نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ بے شمار ہے جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے "کل عمل بنی آدم یضاعف الحسنة بعشر امثالها الی سبع مائة ضعف الا الصوم فانه لی وانا اجزی به یدع شهوته و طعامه من اجلی" رواہ مسلم۔ انسان کے ہر نیک عمل کا ثواب بڑھا کر دیا جاتا ہے دس گنا سے لیکر سات سو گنا تک اضافہ کیا جاتا ہے سوائے روزہ کے کیوں کہ وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اسے بدلہ دوں گا یعنی اس بدلے کا کوئی شمار نہیں ہے اس نے اپنی شہوت اور کھانے کو صرف میری وجہ سے چھوڑ رکھا تھا۔

اور جو شخص دن بھر بھوکا پیاسا رہ کر افطار کے کچھ ہی دیر بعد جبکہ آرام کی شدید خواہش ہوتی ہے اپنے پالنہار اور پروردگار کے حضور دست بستہ کھڑا ہوتا ہے اپنی عاجزی اور بے

پیاری کے ساتھ قادر مطلق کے دربار میں آتا ہے تو اس کی رحمت جوش میں آجاتی ہے کرم اور نوازش کے سوتے پھوٹ پڑتے ہیں اور بندہ کو مغفرت اور رضا کے تحفے سے سرفراز کر دیا جاتا ہے۔ جس سے بڑھ کر ایک مومن کے نزدیک کوئی دولت نہیں ہے، چنانچہ رسول خدا ﷺ کا ارشاد ہے "من قام رمضان ایمانا و احتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه (رواه الستة جمع الفوائد: ۱/۱۱۸) جس نے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے رمضان میں قیام کیا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے تم پر رمضان کا روزہ فرض کیا ہے اور میں نے تمہارے لیے اس کے قیام کو سنت قرار دیا ہے لہذا جو کوئی ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے روزہ رکھے اور رات میں قیام کرے تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے گویا ابھی وہ پیدا ہوا ہے اخرجه النسائی بسند حسن (اعلاء السنن: ۷/۵۷) "ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے" کا مفہوم یہ ہے کہ اس عبادت کا محرک رضائے خداوندی، محض ثواب اور خدائی وعدہ پر یقین ہو اس کے علاوہ کوئی اور جذبہ کار فرما نہ ہو اور اس احساس اور جذبہ کے تحت بندہ کا تھوڑا عمل بھی اللہ کے نزدیک بڑا قیمتی ہے۔

بڑے خوش نصیب اور مبارکباد کے مستحق ہیں وہ لوگ جو اس موسم بہار سے پورا فائدہ اٹھاتے ہیں اور اس کے اثرات کو دائمی بنالیتے ہیں۔

قطعہ

کرتے نہیں ہم اپنی ترقی کے انتظام — تقدیر ہی کو کوستے رہتے ہیں صبح و شام

ناکام ہر طرح سے رہیں گے تمام عمر — جب تک نہ لیں گے قوت بازو سے اپنے کام

***

دل جس کے گیت پیار کے اک لے میں گائیے — انساں کا درد، قلب و جگر میں بسائیے

اک تازہ انقلاب کی خاطر تمام عمر — احساس شیخ و شاب کو ہم دم بنائیے

***

بحث و نظر

مسلمان اور کتب خانے

تحریر: ڈاکٹر مصطفیٰ سباعی

ترجمانی: عبد الرحمن زبیب فلاحی

تہذیب اسلامی کے علمی اور ثقافتی اداروں سے متعلق بحث و گفتگو کا ایک اہم حصہ ان کتب خانوں سے متعلق ہے جو تعلیم و تعلم کے لیے ایسے مدارس اور اشاعت علم کے لیے ایسے ادارے تھے جن کی سرپرستی امراء، اہل ثروت اور علماء کیا کرتے تھے۔ ان کتب خانوں کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ ایسے دور میں قائم ہوئے جب کہ طباعت کا کوئی وجود نہیں تھا، چنانچہ ماہرین فن کتابت کتابوں کو حرف بحرف نقل تیار کرتے تھے جس کے نتیجے میں کتابوں کی قیمت اس قدر بڑھ جاتی تھی کہ طلبہ اور عام عوام اس کی ادائیگی سے قاصر رہتے تھے۔ ایسی صورت میں تحصیل فن و علم کے لیے مجموعہ کتب کا خیال کے آستانہ یہیں سے ہمارے ماضی کے معاشرے میں انسانی احساسات و جذبات اور علمی طلب و ضرورت کے نتیجے میں کتب خانے وجود میں آئے۔

عربی ادب شاید کتابوں کی کثرت اور ان کے مطالعہ کا لوگوں کے اندر موجزن ذوق و شوق اور ان کتابوں سے متعلق بحث و گفتگو کے اعتبار سے تمام قدیم عالمی ادب میں ممتاز ہے۔ عربی ادب کا ذخیرہ کتب اس قدر وسیع ہے کہ دنیا کا کوئی بھی عالمی ادب اس کا مقابلہ کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا اس وسیع ذخیرہ کتب کا مطالعہ کرنے والے عشاق کی تعداد بھی بے شمار ہے یوں سمجھئے کہ ادب عربی شمع معشوق ہے جس کا مزار کہیں دور واقع ہے لوگوں کے دل اس مزار سے لگے رہتے ہیں اور اس کا رنگ اپنا رہتے ہیں۔

احمد بن اسمٰعیل نے لکھا ہے "کتاب وہ داستاں سرا ہے جو حالت اضطراب میں تم سے داستان سرائی کرنے لگتی ہے یہ کیف و نشاط کے عالم میں تم سے کچھ خالی نہیں کرتی تمہیں اپنے لیے چاپلوسی اور تصنع پر مجبور نہیں کرتی، یہ کتاب تو وہ ہم نشیں ہے جو جھوٹی تعریف کے پل باندھ کر تمہاری قدر و منزلت کا مذاق نہیں اڑاتا، یہ ایسا دوست ہے جو دھوکہ نہیں دیتا، یہ ایسا

دیتی مزید برآں وہ تمھیں اکتاہٹ میں مبتلا نہیں کرتا بلکہ تمھارا خیر خواہ وہمدرد ہوتا ہے۔

اس لیے سلف صالحین مطالعہ کتب کو لوگوں کی بے کار مجلسوں پر ترجیح دیتے تھے۔ ان کے قلوب کتابوں کے اس قدر دلدادہ اور مشتاق تھے کہ وہ ان کے مقابلہ میں خلیفہ وقت اور شہنشاہ وقت کو بھی خاطر میں نہ لاتے تھے۔

آیئے چند مثالوں سے اس کو سمجھیں۔ محمد بن عبدالملک " یہ خلیفہ معتصم کا وزیر تھا اور اپنے دور کا مشہور ادیب وشاعر بھی) کچھ دنوں کے لیے وہ اپنے گھر میں گوشہ نشین ہو گیا مشہور زمانہ ادیب جاحظ نے اس کی زیارت کا قصد کیا اور ہدیہ کے طور پر زبان عربی کے امام سیبویہ کی کتاب پیش کی وزیر نے اس ہدیہ کو خوشی خوشی قبول کر لیا اور جاحظ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "خدا کی نے مجھے اس سے پسندیدہ تحفہ پیش نہیں کیا۔" دوسری مثال ملاحظہ ہو کسی خلیفہ وقت نے ایک عالم کو داستان سرائی کے لیے بلا بھیجا جب خلیفہ کا خادم عالم کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ آپ تشریف فرما ہیں اردگرد کتابوں کا ڈھیر لگا ہوا ہے اور آپ ان کے مطالعہ میں غرق ہیں۔ بہر حال اس نے خلیفہ کا پیغام سنایا عالم نے جواب دیا جا کر اپنے خلیفہ سے کہہ دو کہ میرے پاس کچھ حکماء و فلاسفہ تشریف فرما ہیں میں ان سے بحث و مباحثہ کر رہا ہوں۔ فراغت کے بعد ان شاء اللہ خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا۔ چنانچہ خادم نے واپس آکر خلیفہ سے ماجرا سنایا۔ خلیفہ کے جذبہ کبریائی کو ٹھیس لگی اور کہا تم ہلاک ہو۔ اس کے پاس کون حکیم تھے؟ خادم نے کہا خدا کی قسم۔ اس کے پاس ایک بھی حکیم نہیں تھا۔ بہر حال خلیفہ نے حکم صادر فرما دیا کہ جیسے بھی ہو اسے فوراً خدمت عالیہ میں پیش کیا جائے۔ حکم کی تعمیل میں عالم کو پیش خدمت کیا گیا تو خلیفہ نے پوچھا تمہارے پاس کون حکیم لوگ تھے۔ تو انھوں نے یہ اشعار سنائے۔

هم جلساء ما يمل حديثهم　　أمينون مأمونون غيبا و مشهدا

یہ وہ ہم نشیں ہیں جن کی گفتگو سے اکتاہٹ نہیں ہوتی اور غائب و حاضر ہر حال میں امین و مامون ثابت ہوتے ہیں۔

إذا ما خلونا كان خير حديثهم　　معينا على نفي الهموم مؤيدا

جب ہم عالم خلوت میں ہوتے ہیں تو ان کی بہترین باتیں آلام و مصائب سے نبرد

آزمائی پر ہماری معاونت کرتی ہیں۔

يفيدوننا من علمهم علم ما مضى　　وعقلا وتأديبا ورأيا و سؤددا

یہ حکماء ہمیں اپنے ماضی کے علم اپنی عقل، سوچ، فکر، آداب واخلاق اور شرافت سے مستفید کرتے ہیں۔

فلا ريبة تخشى ولا سوء عشرة　　ولا نتقي منهم لسانا ولا يدا

لہذا ان کے بارے میں شک و شبہ کا خوف نہیں ہوتا اور نہ ہی ان کی صحبت میں فراق کا امکان ہوتا ہے بلکہ ان کی زبان وہاتھ سے بچنے کی ہم کوشش بھی نہیں کرتے۔

فإن قلت أموات فلست بكاذب　　وإن قلت أحياء فلست مفندا

چنانچہ اگر میں ان کے مردہ ہونے کا اعلان کروں تو بھی مورد کذب نہیں ٹھہرتا اور اگر ان کے باحیات ہونے کا قائل ہوں تو بھی ہدف تنقید نہیں ٹھہرتا۔

خلیفہ کو احساس ہو گیا کہ عالم کی مراد حکماء وفلاسفہ کی کتابیں ہیں۔ لہذا اس نے سبب تاخیر پر ان کا مواخذہ تک نہیں کیا۔

کیسے کیسے شیدائی کتب تہذیب اسلامی نے پیدا کیے۔ یہ دیکھئے ابن عباد ہیں جو نوح بن منصور اسامانی کے محل میں عظیم ترین منصب کی تولیت کے مقابلہ میں اپنے کتب خانے کے گوشہ خلوت میں رہنے کو ترجیح دے رہے ہیں۔ اس ترجیح کی تاویل صرف اور صرف یہ ہے کہ وہ اپنے کتب خانے کے سچے عاشق اور مجنوں ہیں۔ چنانچہ اس کا غم فراق ان کی قوت برداشت سے باہر ہے۔ چونکہ وہ اپنے مکتبہ کو اپنے ساتھ منتقل کرنے پر قادر نہیں تھے اس لیے اس کے پہلو میں رہنے کو ترجیح دی۔

اسی علمی روح کے جذبہ سے سرشار ہو کر ہزاروں علماء، اہل ثروت اور امراء کتابوں اور مخطوطات سے والہانہ عشق رکھتے تھے۔ اس جذبہ عشق و دیوانگی کا عالم یہ تھا انھیں اپنے مال واسباب کتابوں کے زیاں کے مقابلہ میں ہیچ نظر آتا تھا۔ اس کی ایک مثال پیش خدمت ہے۔ ابن العمید کے گھر پر ایک بار فوج نے اچانک یلغار کر دیا اس کے خادموں اور محافظوں کو اپنے انتقام کا نشانہ بنایا ابن العمید جان بچا کر دار الامارہ کی طرف بھاگ نکلا وہاں اسے معلوم ہوا کہ اس کا

تمام عراق لوٹ لیا گیا ہے۔ اس لوٹ مار اور غارت گری کا یہ عالم تھا کہ اس کے گھر کی شریف زادیاں جن مسندوں پر جلوہ افروز ہوتی تھیں ان کو بھی نہیں چھوڑا گیا پانی کا کٹورا تک بھی نہیں بچا۔ اس تباہی و بربادی کے عالم میں ابن العمید کا دل اپنے کتب خانے اور مجموعہ اشعار میں اٹکا ہوا تھا اس لیے کہ یہ اس کی عزیز ترین متاع تھی۔ اس کتب خانے میں تمام علوم پر مشتمل بہت سی کتابیں تھیں ۔ حکمت و ادب کے تمام انواع و اقسام یہاں موجود تھے۔ ان کتابوں کی کثرت کا اندازہ آپ اس سے لگائیں کہ ان کو سو سے زائد اونٹ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتے تھے۔ بہرحال جب ابن العمید کی نظر اپنے کتب خانے کے ذمہ دار پر پڑی تو اس نے فوراً کتب خانہ کے متعلق پوچھا۔ اس نے کہا کہ کتب خانہ بالکل محفوظ ہے اسے کسی نے ہاتھ تک نہیں لگایا۔ ابن العمید کو یہ جان کر حد درجہ خوشی ہوئی اور کہنے لگا مجھے اعتراف ہے کہ تم مبارک خیال والے ہو۔ اس لیے کہ دوسرے تمام خزانوں کا عوض و بدل مل سکتا ہے لیکن یہ خزانہ بیش قیمتی ہے اس کا کوئی بدل نہیں۔

اس علمی روح کے جوش کا شمار تھا کہ لوگ مؤلفین و مصنفین سے ان کی تازہ ترین تالیفات کو خریدنے میں سبقت کا مظاہرہ کرتے تھے امیر اندلس کو عالم ادب میں آج مشہور و معروف کتاب "کتاب الاغانی" کی تالیف کی اطلاع ملی تو مصنف ابوالفرج الاصفہانی کو اس نے کتاب کے ایک نسخہ کے لیے سونے کے ہزار دینار ارسال کیے چنانچہ مصنف نے کتاب کا ایک نسخہ روانہ کر دیا اس طرح سے مؤلف کے اپنے وطن عراق سے پہلے یہ کتاب اندلس میں پڑھی گئی۔

اسی طرح علمی روح کے فیضان و طفیل سے عالم اسلام کے مختلف گوشوں میں کتب خانوں کا جال بچھ گیا تھا۔ مدارس خال خال تھے جو کتب خانوں سے تہی دامن تھے۔ کتب خانوں کی کثرت کا یہ عالم تھا کہ عالم اسلام کے چھوٹے چھوٹے گاؤں اور قصبے بھی شاذ و نادر ہی ان سے خالی بچے تھے رہے شہر اور دارالسلطنت تو ان کے پاس کتابوں کا وہ ذخیرہ تھا جس کی مثال زمانہ وسطیٰ کی تاریخ میں نایاب ہے۔

کتب خانے دو طرح کی نوعیت کے ہوتے تھے۔ ایک عام نوعیت کا دوسرا اختصاص نوعیت کا عام نوعیت کے کتب خانے کی تعمیر خلفاء، امراء اور علماء و اغنیاء کرتے تھے۔ ان کے لیے خاص عمارتوں کی تعمیر عمل میں لائی جاتی تھی اور بسا اوقات تو یہ خاص عمارتیں مساجد اور بڑے بڑے

مدارس سے متصل اور ملحق بھی ہوتی تھیں۔ یہ خاص عمارتیں کشادہ دالانوں کے ذریعہ باہم مربوط متعدد کمروں پر مشتمل ہوتی تھیں۔ ان کے اندر کتابیں دیواروں میں لگے درازوں پر رکھی جاتیں۔ علم کی ہر شاخ کے لیے الگ الگ بالاخانے مخصوص ہوتے تھے۔ لہٰذا ان کے اندر فقہی ، علمی، ادبی اور اسی طرح دیگر فروع کے الگ الگ بالاخانے قائم تھے۔ جہاں مطالعہ کرنے والوں کے لیے مخصوص سائبان اور کمرے ہوتے تھے۔ وہیں کتابوں کی نقل تیار کرنے والوں کے اپنے مخصوص کمرے ہوا کرتے تھے۔ بعض کتب خانوں میں موسیقی کے کمرے بھی ہوا کرتے تھے۔ جہاں مطالعہ کرنے والے حصول آرام اور تجدید کیف و نشاط کے لیے رجوع کرتے تھے۔ یہ وہ کارنامہ ہے جس میں ہماری تہذیب یکتائے روزگار ہے۔ ان کتب خانوں سے اپنی علمی تشنگی بجھانے والوں کے مابین علمی مناقشہ اور درس و تدریس کے لیے بھی مخصوص کمرے ہوتے تھے۔ غرض یہ کہ ان تمام کتب خانوں میں جملہ سہولیات مہیا ہوتی تھیں۔ چنانچہ بعض کتب خانوں میں زائرین کے قیام و طعام کے لیے بھی کمرے مخصوص ہوتے تھے۔

علی بن یحییٰ بن المنجم کے بارے میں مشہور ہے کہ بغداد کے قریب ایک گاؤں میں اس کے عالی شان محل میں خزانۃ الحکمۃ نام کا ایک بڑا عظیم کتب خانہ تھا۔ دور شہر کے لوگ یہاں آتے قیام کرتے اور علم کے جملہ اصناف سے استفادہ کرتے۔ ان کی آسانی اور سہولت کے پیش نظر کتابیں فراہم کی جاتیں اور آسودہ خاطر کے لیے انھیں خوراک مہیا کی جاتی۔ حد تو یہ ہے کہ یہ سب اہتمام یحییٰ بن علی کے اپنے خرچ پر ہوتا تھا۔ تہذیب اسلامی میں اس سے ملتا جلتا واقعہ موجود ہے جس کی مثال آج ہمیں مغربی تہذیب کی سب سے زیادہ ترقی یافتہ تہذیب میں بھی نہیں ملتی۔ واقعہ کچھ یوں ہے کہ ابوالقاسم جعفر بن محمد بن حمدان الموصلی نے موصل میں دارالعلم نام کا ایک مکان تعمیر کیا اس میں جملہ علوم کی کتب کا ذخیرہ جمع کیا جو تمام طالبان علم کے لیے وقف تھا ۔ کسی کو اس میں داخل ہونے سے روکا نہیں جاتا تھا بلکہ ہوتا یہ تھا کہ جب کوئی تنگ دست طالب علم وہاں آتا تو ابوالقاسم اسے کتابیں اور کاغذ عنایت کرتا۔ یہ مکتبہ ہر روز کھلا رہتا۔ کیا آپ نے لندن، واشنگٹن یا دنیا کی کسی بھی عظیم ترین سلطنت کے کتب خانے کے بارے میں آج تک سنا ہے کہ وہ [illegible] اہل علم کو [illegible] کے ساتھ [illegible] مال اسباب بھی فراہم کرتے ہیں۔

عام نوعیت کے کتب خانوں میں کام کرنے والوں کا ایک گروہ ہوتا تھا جن کا رئیس خازن المکتب ہوتا تھا جو ہمیشہ اپنے دور کے مشہور علماء میں سے ہوتا تھا۔ مطالعہ کرنے والوں کو کتابیں پہنچانے کے لیے مناول (Book Lifter) ہوتے تھے۔ غیر عربی کتب کو عربی میں ترجمہ کرنے والے مترجمین کا عملہ سرگرم عمل رہتا تھا۔ کتابوں کو خوبصورت خط میں منتقل کرنے والے کاتب بھی موجود ہوتے تھے۔ کتابوں کے زیاں اور پھٹنے سے بچانے کے لیے جلد ساز بھی ہوتے تھے۔ ان کے علاوہ مکتبہ کی ضرورت کے پیش نظر دوسرے خدام بھی ہوتے تھے۔

چھوٹے بڑے تمام ہی کتب خانوں کی فہارس تیار ہوتی تھیں۔ جن سے لوگ کتابوں کے استعمال میں سہولت کی غرض سے مراجعت کرتے تھے۔ یہ فہارس بالابواب مرتب ہوتی تھیں ان کے پہلو میں چرخ (الدرج) میں موجود جملہ کتب کے اسماء پر مشتمل ایک چارٹ لگا ہوتا تھا۔ ان کتب خانوں کا ایک معروف و مشہور قاعدہ یہ تھا کہ عامۃ الناس کو کتابیں ضمانت پر مرحمت کی جاتی تھیں۔ لیکن علماء و فضلاء سے کوئی ضمانت نہیں لی جاتی تھی۔

جہاں تک ان کتب خانوں کے مالی وسائل و ذرائع کا مسئلہ ہے تو ان میں سے بعض یا یوں کہیے کہ عام نوعیت کے اکثر کتب خانے اپنے مخصوص وقف کے مرہون منت ہوتے تھے۔ بعض ایسے تھے جو اپنے مؤسسین کے عطایا پر چلتے تھے۔ محمد بن عبدالملک الزیات کے متعلق لوگوں کا کہنا ہے کہ اس کے کتب خانے میں کاتبین اور نقل تیار کرنے والوں کے لیے دو ہزار دینار مشاہرہ ہر مہینہ دیا جاتا تھا اور خلیفہ مامون کا معمول تو یہ تھا کہ وہ حسین بن اسحاق کو اس کے عربی ترجمہ کے وزن بھر سونے سے نوازتا تھا۔ آیئے تھوڑی دیر تاریخ کے اوراق میں زندہ جاوید رہنے والے کچھ خاص و عام نوعیت کے کتب خانوں کی جھلکیاں دیکھ لیں۔

مشہور ترین کتب خانے:

قاہرہ کے اندر فاطمی خلفاء کا کتب خانہ مشہور ترین کتب خانوں میں سر فہرست ہے۔ اپنے مصاحف نفیسہ اور کتب فریدہ کی بنیاد پر یہ کتب خانہ ایک سراپا عجوبہ تھا۔ اکثر مورخین کی روایت کے مطابق اس کی جملہ کتب کی تعداد دو ملین یعنی بیس لاکھ تھی۔ مقریزی کے مطابق یہ تعداد سولہ لاکھ تھی۔

انہیں مشہور کتب خانوں میں قاہرہ کا دار الحکمہ بھی شمار ہوتا ہے۔ اس کی تعمیر عبیدی خلیفہ حاکم بامر اللہ کے ہاتھوں عمل میں آئی اور اس کا افتتاح ۱۰ جمادی الآخر ۳۹۵ھ میں ہوا۔ اس میں سنگ مرمر کا خوبصورت فرش بچھایا گیا جس پر سنگ عمر اور سنگ موسیٰ کی پچکاری تھی۔ تمام دروازوں اور کھڑکیوں پر پردے لٹکائے گئے۔ منتظمین، معاونین، اور خدمت گاروں کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔ اس میں اس قدر کتابوں کا ذخیرہ جمع کیا گیا کہ اس سے قبل کسی بھی شہنشاہ وقت کے پاس اتنی کتابیں نہیں تھیں۔ اس ذخیرہ کتب کی وسعت کا اندازہ آپ اس طرح لگا سکیں گے کہ اس کے اندر چالیس اسٹاک روم تھے جس میں ہر اسٹاک روم قدیم علوم کی اٹھارہ ہزار کتابوں پر مشتمل تھا۔ اس میں ہر کوئی داخل ہو سکتا تھا۔ اس میں مطالعہ، اقتباس، تعلیم و تعلم کی غرض سے آنے والوں کا ہجوم لگا رہتا تھا۔ اس میں کاغذ، قلم، دوات کی سہولت بھی فراہم تھی۔

بغداد میں ہارون رشید کا تعمیر کردہ کتب خانہ بیت الحکمہ بھی اسی زمرے میں آتا ہے اس کے مجد و کمال کا آفتاب مامون کے زمانہ میں اپنے شباب کو پہنچا حقیقت میں یہ یونیورسٹی کے مشابہ تھا جہاں لوگ مطالعہ اور نقل لینے کے لیے گروہ در گروہ امڈے آتے تھے۔ ہارون رشید اور مامون کی انقرہ، عموریہ، اور قبرص میں حاصل ہونے والی فتوحات کے علمی ورثہ کو عربی میں منتقل کرنے اور ترجمہ کے لیے مترجمین و کاتبین سرگرم عمل رہتے تھے۔ ابن ندیم نے مامون کے متعلق ایک بڑا عجیب واقعہ نقل کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ مامون شہنشاہ روم سے خط و کتابت کرتا رہتا تھا کسی جنگ میں مامون کو غلبہ حاصل ہوا شرائط صلح میں مامون نے ایک شرط یہ رکھی کہ شہنشاہ روم اس کے علماء کو اپنی علمی ذخیرہ کی ترجمانی کی اجازت مرحمت فرمائے چنانچہ ملک روم نے اس شرط کو قبول کر لیا۔ اس طرح آپ دیکھتے ہیں کہ تاریخ انسانی کا یہ عظیم ترین واقعہ ہے کہ ایک حاکم وقت کی نظر میں فتح و کامرانی کی قیمت اپنے ابناء امت کے جانب منتقل کرنے والی علمی کتابوں سے زیادہ نہیں۔ ان کتابوں کے مقابلہ میں ساری چیزیں اسے ہیچ نظر آئیں۔

تاریخ کے زندہ جاوید کتب خانوں میں اندلس کا مکتبہ حکم بھی اپنی الگ شان بان رکھتا ہے۔ یہ وسعت، کشادگی، عظمت و وقار کے بام عروج کو پہنچا ہوا تھا۔ اس میں موجود صرف مجلد کتابوں کی تعداد چار لاکھ تھی۔ اس کی فہارس باریک بینی و دقت نظری کا اعلیٰ نمونہ تھیں۔ ان

فنادق کی باریک بینی پر مبنی ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ اس مکتبہ میں موجود شعراء کے دواوین کی مخصوص فہرست ۴۴ اجزاء پر مشتمل تھی۔ اس میں فن کتابت و جلد سازی کے ماہرین رہا کرتے تھے جن کے تعاون سے کتابوں کو محفوظ رکھا جاتا تھا۔ اس کتب خانہ میں کتابوں کا جو عظیم ذخیرہ تھا اس کی مثال اندلس میں نہ تو اس سے پہلے ملتی ہے اور نہ ہی بعد میں۔

طرابلس میں بنو عمار کا کتب خانہ تو عظمت و بلندی اور وسعت و کشادگی کا ایک نشان بن گیا تھا۔ اس کے اندر ۱۸۰ کاتب رات دن سرگرم عمل رہتے تھے۔ بنو عمار کی ہمیشہ یہ کوشش رہتی تھی کہ وہ تمام جدید اور نادر کتابیں حاصل کر لیں۔ اس کے لیے انھوں نے ماہرین اور تاجروں کے وظیفے مقرر کیے تھے تاکہ وہ شہروں میں پھیل جائیں اور ان کے لیے دور دراز شہروں اور اجنبی علاقوں سے مفید کتابیں اکٹھا کریں۔ مشہور شاعر ابو العلی المعری نے اس کتب خانے سے استفادہ کیا تھا۔ اس نے خود اس کا تذکرہ اپنی بعض کتابوں میں کیا ہے۔ اس میں موجود کتابوں کے بارے میں اختلاف ہے لیکن سب سے مناسب قول یہ ہے کہ اس میں ایک ملین یعنی دس لاکھ کتابیں تھیں۔

رہے خاص نوعیت کے کتب خانے جن کا تذکرہ تاریخ ہم سے تعجب سے کرتی ہے۔ تو وہ عالم اسلام کے مشرق و مغرب کے تمام شہروں میں موجزن تھے۔ ایسے عالم شاذ و نادر ملتے تھے جو ہزاروں کتابوں پر مشتمل اپنے ذاتی کتب خانوں سے محروم ہوں۔ ان خاص نوعیت کے کتب خانوں میں الفتح بن خاقان کا مکتبہ سرفہرست ہے۔ یہ بڑا کشادہ کتب خانہ تھا۔ ابن خاقان نے اس مکتبہ کی ذمہ داری اپنے زمانے کی ایک نمایاں ترین علمی و ادبی شخصیت علی بن یحیٰی منجم کو سونپی تھی اس نے اس میں حکمت کی لاتعداد کتابیں جمع کیں۔ انھیں خاص نوعیت کے کتب خانوں میں ابن الخشاب المتوفی ۵۶۷ھ کا مکتبہ بھی شامل ہے۔ ابن الخشاب کا شمار نحو کے صف اول کے علماء میں ہوتا ہے۔ وہ حدیث، تفسیر، اور منطق و فلسفہ میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے۔ ان کا عشق کتب انتہا کو پہنچا ہوا تھا۔ وہ کتابوں کی ذخیرہ اندوزی کے اپنے ذوق و شوق سے مجبور ہو کر بسا اوقات نامناسب طریقے بھی بروئے کار لاتے تھے۔ مثلاً جب وہ کتابوں کے بازار میں جاتے اور کسی کتاب کو خریدنے کی خواہش دل میں مچلنے لگتی تو وہ لوگوں سے تغافل برت کر کتاب کے اوراق پھاڑ دیتے پھر یک

لخت کہتے: دیکھو بھائی یہ کتاب پھٹی ہے۔ وہ ایسا اس لیے کرتے تھے تاکہ سستے دام میں کتاب حاصل کر لیں۔ اسی طرح جب وہ کسی سے کتاب مستعار لاتے تو مطالبہ کے وقت واپس کرنے میں اپنی بے بسی کا اظہار کرتے۔

خاص نوعیت کے کتب خانوں میں جمال الدین القفطی المتوفی ۶۴۶ھ کا کتب خانہ بھی ممتاز حیثیت کا حامل ہے اس کتب خانہ کی کتابوں کی توصیف ناممکن ہے۔ یہاں سارے جہاں کے لوگ القفطی کی سخاوت اور کرم فرمائی کی آس میں رخت سفر باندھتے تھے۔ جمال الدین القفطی کو دنیا میں کتابوں کے علاوہ کوئی چیز محبوب نہیں تھی۔ اس نے اپنی جان کو کتابوں کے لیے وقف کر دیا تھا اس لیے اس نے رشتہ ازدواج کو ٹھکرا دیا تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اہل و عیال اس کے اور کتابوں کے درمیان حائل ہوں۔ آخری ایام میں اس نے مکتبہ کو الناصر کے حق میں وصیت کر دیا۔ اس مکتبہ کی قیمت پچاس ہزار دینار تھی۔

الموفق بن المطران الدمشقی م ۵۸۷ھ کا کتب خانہ خاص نوعیت کے کتب خانوں میں بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ الموفق کتابوں کے حصول میں بلند ہمتی کا مظاہرہ کرتا تھا۔ جب اس نے جام وفات نوش کیا اس وقت اس کے کتب خانے میں طبی اور غیر طبی کتابوں کے دس ہزار مجلد نسخے موجود تھے۔ اس کے یہاں تین کاتب ہمیشہ لکھتے رہتے تھے۔ یہ انھیں وظائف و تنخواہیں بھی دیتا تھا۔

عام و خاص نوعیت کے کتب خانوں کی سیر کرنے کے بعد جہاں ہمارے دل اسلامی تہذیب کے عہد زریں میں عالم اسلام میں پھیلے کتب خانوں کے تذکرے سے چہک اٹھتے ہیں وہیں ان کتب خانوں کو نذر آتش اور تباہ و برباد کر دیے جانے پر ہمیں رونا بھی آتا ہے۔ اس آتش زدگی اور تباہی میں علم کو جو زیاں اور خسارہ ہوا اس کا اندازہ بھی نہیں لگایا جا سکتا۔ اس تباہی و بربادی میں عالم انسانیت نے ہزاروں انمول کتابیں ہمیشہ ہمیش کے لیے کھو دیں۔ یہ کتابیں تاریخ میں فکر اسلامی کا درخشاں سرمایہ تھیں۔

عالم اسلام پر تاتاریوں کے ظلم و استبداد سے کون ناواقف ہے۔ انھوں نے جب بغداد کو فتح کیا تو سب سے پہلے کتب خانوں ہی کو نشانہ بنایا۔ ان غیر مہذب تاتاریوں نے عالم اسلام کے کتب خانوں کی تمام کتب دریائے دجلہ میں پھینک دیں جس کی وجہ سے دجلہ کا پانی [illegible]

شہسوار ان کتابوں پر سے گذر کر دریا کو عبور کرنے لگے۔ دریائے دجلہ میں اس قدر کتابیں غرقاب کی گئیں کہ کئی میلوں تک اس کا پانی بالکل سیاہ رہا۔

صلیبی جنگوں میں عیسائیوں نے تہذیب اسلامی کے طرابلس، امعرہ، بیت المقدس، غزہ، اور عسقلان کے بہترین کتب خانوں کے علاوہ مفتوحہ علاقے کے تمام کتب خانوں کو تباہ و برباد کر ڈالا۔ ان عیسائیوں نے اس قدر تباہی مچائی کہ بعض مورخین کے مطابق انھوں نے صرف طرابلس میں تین ملین یعنی تیس لاکھ مجلد کتابیں برباد کیں۔

اندلس پر اسپین کے غلبہ کی صورت میں تہذیب اسلامی نے ان عظیم ترین کتب خانوں کو کھو دیا جن کا تذکرہ تاریخ بڑی حیرت و استعجاب سے کرتی ہے ان مذہبی تعصب پرستوں نے تمام علمی سرمایہ کو نذر آتش کر دیا۔ مورخین کے مطابق غرناطہ کے میدان میں انھوں نے ایک ہی دن میں تقریباً ایک ملین یعنی دس لاکھ کتابیں جلا دیں۔ ہمارے ان عام نوعیت کے کتب خانوں کو ہلاک کرنے انھوں نے ہمارے اندر داخلی فتنہ کو بھی ہوا دی، چنانچہ فاطمی خلفاء کا مشہور کتب خانہ اس طرح تباہ ہوا کہ ترک غلاموں کی ایک شریر جماعت نے ظلم و بربریت کا مظاہرہ کر کے اس کو نذر آتش کر دیا اور کتابوں کی جلدوں سے جوتے بنا کر پہنے، جو کچھ بچ رہا اسے دریائے نیل کے حوالے کر دیا گیا۔ چند کتابیں دوسری جگہوں کو منتقل کر دی گئیں، بقیہ کو ہوا نے فضا میں بکھیر کر کتابوں کا ٹیلہ بنا دیا۔

حلب میں "خزانۃ الصوفیہ" نام کا عظیم کتب خانہ یوم عاشورہ میں شیعہ اور سنی گروہوں کے درمیان ہونے والے فتنہ میں لوٹ لیا گیا۔ صرف چند کتابیں ہی باقی بچیں۔ اندلس میں خلیفہ مستنصر کا کتب خانہ قرطبہ میں بربر قوم کی آمد کے وقت داخلی فتنہ کا شکار ہو کر تباہ و برباد ہو گیا۔ اس کتب خانہ کی اکثر کتابیں فروخت کر دی گئیں اور بقیہ کو لوٹ لیا گیا۔

آئیے علم اور کتابوں کے متعلق محبت کا ایک ایسا نادر ترین واقعہ سنیے جو آپ کو ہنسنے پر مجبور کر دے گا۔ واقعہ یوں ہے کہ امیر ابن فاتک (مصر میں پانچویں صدی ہجری کے امراء میں ان کا شمار ہوتا ہے) کا ایک عالی شان کتب خانہ تھا جس میں وہ اپنا زیادہ تر وقت صرف کرتے تھے۔ ان کی بیوی امیرزادی تھی، اپنے شوہر کو کتابوں میں منہمک دیکھ کر کتابوں سے اسے (بقیہ صفحہ ۲۴ پر)

مذاہب عالم

ہندومت

انیس احمد فلاحی مدنی

ہندومت کے مصادر

ہندومت کی مقدس کتابیں نو ہیں۔

۱۔ وید

وید کی تعریف: وید سنسکرت لفظ ہے جو "ود" سے نکلا ہے جس کے معنی جاننا، سوچنا، موجود ہونا، غور کرنا، حاصل کرنا اور علم کے آتے ہیں۔

اصطلاحی تعریف: وہ تعلیمات جنھیں راہبوں اور رشیوں نے دو ہزار سال قبل از میلاد کے طویل عرصہ میں اپنے شاگردوں کو قلمبند کرایا تھا ان کے مجموعہ کو وید کہتے ہیں۔ یا اس علمی تگ و دو کے حاصل کو وید کہتے ہیں جو ہندوستان کے رہنے والے آریوں نے مختلف اطراف و جوانب سے دو ہزار قبل از میلاد کے طویل عرصہ میں جمع کیا تھا۔

مؤلف: ہندوؤں کے نزدیک اسے "منو" نام کے ایک شخص نے الہام کیا ہے اور ایک روایت کے بموجب قدیم رشیوں نے اپنے علمی روحانی مقامات کی بنا پر ان سچائیوں کو سن لیا تھا اور پھر ان کو الفاظ کا جامہ پہنا دیا اسی لیے تمام ویدک ادب کو شرتی (سنا ہوا الہامی) مانا گیا ہے۔ اور یہ خدا، یا انسان کسی کا تصنیف کردہ نہیں ہے۔ جبکہ بعض ہندو مفکرین کا خیال ہے کہ وید مختلف سادھوؤں اور راہبوں کے افکار و خیالات کا مجموعہ ہے۔ بہاری لال ورما لکھتے ہیں: وید کسی مخصوص کتاب کا نام نہیں ہے بلکہ وہ مختلف ہندو سادھوؤں کے افکار و خیالات کا مجموعہ ہے" پنڈت شری رام شرما کے نزدیک اس میں تین سو سادھوؤں کے افکار و خیالات درج ہیں۔

ویدوں کی تقسیم

ویدوں کی دو مشہور تقسیم ہے:

۱۔ زمانہ تصنیف اور موضوع کے لحاظ سے ویدوں کی تقسیم اس لحاظ سے وید کے چار حصے ہیں:

۱۔ سمہتا یعنی متن: یہ قدیم آریائی دیوی دیوتاؤں کی شان میں کہے گئے بھجنوں اور ان سے متعلق گیتوں کا مجموعہ ہے۔

۲۔ براہمن: یعنی شرحیں۔ اس میں مذہبی رسومات، آداب زندگی، یجیہ، اور ہون کے قاعدوں اور ضابطوں کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔

۳۔ آرنیکا: ارنیہ جنگل کو کہتے ہیں۔ آرنیکا سے مراد وہ کتابیں ہیں جو جنگل کی پرسکون فضا میں تصنیف کی گئیں۔ ان میں ظاہری اعمال کے مقصود اور روحانی مطالب کو اجاگر کرتے ہوئے ظاہر سے باطن کی طرف متوجہ ہونے کا رجحان زیادہ پایا جاتا ہے اور قربانی کے بجائے فکر اور مراقبہ پر کافی زور دیا گیا ہے۔

۴۔ اپنشد: یعنی روحانی تعلیمات۔ اپنشدوں میں وحدۃ الوجود پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔ انھیں ویدانت بھی کہتے ہیں، کیوں کہ یہاں پہونچ کر ویدوں میں بیان کی گئی تعلیمات اپنے آخری عروج پر پہونچ گئی ہیں۔

دوسری تقسیم: یجیہ اور ہون میں ویدک منتروں اور بھجنوں کے مواقع استعمال کے لحاظ سے ویدک ادب کو چار ویدوں میں بانٹا گیا ہے۔ ان میں سے ہر وید کا پہلا حصہ "سمہتا" دوسرا "براہمن" تیسرا "آرنیکا" اور چوتھا "اپنشد" کہلاتا ہے۔ ۱۔ رگ وید، ۲۔ سام وید، ۳۔ یجروید، ۴۔ اتھروید۔

رگ وید: اس کے لغوی معنی دعا اور تعریف کے آتے ہیں اس کو رچا بھی کہتے ہیں۔

زمانہ تالیف: مغربی محققین کے نزدیک ۱۰۰۰ اور ۵۰۰ ق م کے درمیان کا تالیف کردہ ہے۔ رگ وید کے بغور مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعض حصے افغانستان بلوچستان کے علاقے میں لکھے گئے ہیں اور بعض حصے بیاس اور سرسوتی کے درمیان کیوں کہ ان میں جو موسم بیان کیے گئے ہیں وہ وہیں پائے جاتے ہیں۔ اور بعض حصوں میں پنجاب کے میدانوں اور دریاؤں کا ذکر ہے جس کی وجہ سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ جو حصے یہاں بھی لکھے گئے ہیں مگر یہ تحقیقی نہیں۔

اجزائے کتاب کا تعارف: رگ وید میں دس اجزاء (منڈل) ۶۴ ابواب (ادھیائے) ۱۰۱۷ ذیلی ابواب (سوکت) ۱۰۵۵۲ اشعار (منتر) ہیں۔

رگ وید کے دیوتا: رگ وید میں سب سے زیادہ اگنی (آگ کا دیوتا) کا ذکر آیا ہے۔ کیوں کہ ویدوں کے جامع "ویدویاس" ایران کے مشہور مذہبی رہنما "زرتشت" کے ہمعصر تھے۔ زرتشت آتش پرست تھے۔ بعض تاریخی روایات کے بموجب "ویدویاس" ایران گئے تھے وہاں زرتشت سے ملاقات کے دوران وہ مجوسی مذہب سے کافی متاثر ہوئے اور ویدوں میں زرتشت کی بیشتر تعلیمات درج کردیں یہی وجہ ہے کہ رگ وید میں آتش کا ذکر بار بار آیا ہے۔ اگنی کے علاوہ رگ وید میں ۱۵۰ سے زائد دیوتاؤں کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔ جن میں مشہور درج ذیل ہیں:

اندر (بجلی اور طوفان کا دیوتا) سوریہ (سورج) اوشا (صبح کا دیوتا) ایان (علم کا دیوتا) سوم (شہوات کا دیوتا) ورن (آسمان کا دیوتا) وایو (ہوا کا دیوتا)۔ رگ وید کے منتر صبح و شام کی نمازوں میں پڑھے جاتے ہیں نیز شادی کے موقع پر اور مردوں کے جسموں کے جلانے کے وقت بھی اس کے منتروں کی تلاوت کی جاتی ہے۔

یجر وید: یجو اور وید سے مرکب ہے یجو کے معنی ہیں یجن یعنی پوجا کرنا یجر ان منتروں کو کہا جاتا ہے جن کے ذریعہ یجیہ (قربانی) کیے جاتے ہیں۔ اس وید میں قربانی کے قوانین اور طریقوں سے بحث کی گئی ہے۔ اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے: ۱۔ شکل یجروید ۲۔ کرشن یجروید۔ آخری حصے میں الٰہیات کی بھی تعلیم دی گئی ہے۔ حجم کے اعتبار سے یہ وید رگ وید کا ایک تہائی ہے۔

سام وید: سام کے لفظی معنی امن و شانتی اور راحت کے آتے ہیں۔ لیکن یہاں اس کا مطلب شانتی نہ ہوکر گیت ہے۔ اس میں علم نغمات کی تفصیل ملتی ہے۔ ہندوستانی موسیقی کے ساتوں نغموں کا ماخذ یہی کتاب ہے۔ ۱۸۱۰ اشعار پر یہ وید مشتمل ہے جن میں ۷۵ کے علاوہ باقی سبھی منتر رگ وید میں پائے جاتے ہیں اور ایک تحقیق کے مطابق اس میں ۱۵۴۹ منتر ہیں۔ اس وید کے منتر نمازوں میں اور دیوتاؤں سے نصرت و مدد طلب کرتے وقت گائے جاتے ہیں۔ نیز ان قربانیوں کے موقع پر جن میں "سوم رس" کو خاص اہمیت حاصل ہے اس کے بھجنوں کو پڑھنے کے لیے ایک پروہت مخصوص ہوتا ہے جس کو "اودگاتا" کہتے ہیں۔

اتھر وید: اتھر اور وید سے مرکب ہے اتھر کے معنی ہیں خوش حالی اور فلاح۔ اتھر

ہے یعنی آگ اور اتھروان کے معنی پجاری کے ہوتے ہیں۔ اس وید میں پجاریوں کے ذریعہ آگ کی مدد سے خبیث اور شیاطین سے لوگوں کی مدد کر کے ان کی بھلائی اور خیر خواہی کا فریضہ انجام دینے کی تفصیل ہے اس وید کے منتروں کو پڑھنے والے مخصوص پروہت کو "اودھواریو" کہتے ہیں اس میں شیاطین کو بھگانے، خونخوار جانوروں اور درندوں سے محفوظ رہنے، تجارت اور جوئے میں فائدہ کے حصول نیز امن و راحت کو پانے کی دعائیں موجود ہیں۔ اسی لیے اتھروید کے معنی بعض لوگوں نے جادو اور ٹونا بھی بتایا ہے۔ اس کا تیسواں اور بیسواں باب رگ وید سے ماخوذ ہے اور بقیہ ابواب کا طرز بیان سابقہ تینوں ویدوں سے کافی مختلف ہے۔ ☆☆

(بقیہ مسلمان اور کتب خانے)

نفرت ہونے لگی تھی چنانچہ جب امیر لدن فاتم وفات پاگئے تو اس نے اپنے بغض و عناد کے موقع اظہار کو غنیمت سمجھا لہٰذا وہ اپنی لونڈیوں کو لے کر کتب خانہ تشریف لے گئی۔ شوہر کی وفات پر آہ و بکا اور نوحہ کے دوران ہی انھوں نے کتابوں کو گھر کے وسط میں واقع ایک بڑے حوض میں پھینکنا شروع کر دیا اور اس طرح سے اپنا انتقام لیا۔ اس طرح کی حرکتیں آج بھی عورتوں سے صادر ہوتی ہیں۔ امام زہری جب مطالعہ میں غرق ہوتے تو ان کی بیوی کہنے لگتیں یہ کتابیں تو میرے لیے تین تین سوتنوں سے زیادہ تکلیف دہ ہیں۔

تہذیب اسلامی کے عبوری دور میں کتب خانوں اور ان کے یوم عروج کا یہ مختصر تذکرہ ہے اگر دشمنان اسلام کو خوشدلی سے ان کتابوں کی اہمیت اور برتری کا اعتراف گراں ہے تو یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اس امر کا اعتراف کریں کہ یورپ کے کتب خانے تہذیب اسلامی کے باقی بچے کچھے ورثے کو اپنے دامن میں محفوظ کر رکھا ہے۔ ہمیں اس اعتراف میں بھی تامل نہیں ہونا چاہئے کہ یورپ کے کتب خانوں میں عربی تالیفات کا جو بحر ذخار موجزن ہے اس کی مثال آج پورے عالم اسلام میں نایاب ہے۔ یورپ کے کتب خانوں میں عربی تالیفات پر علامہ اقبال نے اپنے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔

مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آباء کی
جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارہ

☆☆☆☆☆

اعداد و شمار

ایک قابل غور بات

ادارہ

اگر کسی دن ماؤنٹ پیلومر کی رصدگاہ سے یہ اعلان ہو کہ زمین کی قوت کشش ختم ہو گئی ہے تو ہماری دنیا میں کہرام مچ جائے گا کیوں کہ اس خبر کے معنی یہ ہیں کہ زمین کا پورا کرہ چھ ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے سورج کی طرف کھنچنا شروع ہو جائے گی اور چند ہفتوں کے اندر سورج کے عظیم الاؤ میں اس طرح گرے کہ اس کی راکھ بھی یہ بتانے کے لیے باقی نہ رہے کہ زمین نام کی کوئی چیز کبھی اس کائنات میں موجود تھی جس میں اربوں انسان بستے تھے اور بڑے بڑے تمدنی شہر آباد تھے۔

مگر ماہرین اعداد و شمار کی یہ خبر کہ ہر ایک منٹ میں ساری دنیا کے اندر ایک سو انسان مر جاتے ہیں ہمارے لیے اس سے بھی زیادہ گھبرا دینے والی بات ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر ایک رات اور دن تقریباً پندرہ لاکھ! اس صورت حال میں یہ واقعہ مزید شدت پیدا کر دیتا ہے کہ پندرہ لاکھ کا یہ انتخاب تابکار عناصر کے برقی ذرات کی طرح بالکل نامعلوم طور پر ہوتا ہے۔ کوئی بھی شخص یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ اگلے چوبیس گھنٹے کے لیے جن پندرہ لاکھ انسانوں کی موت کی فہرست تیار ہو رہی ہے اس میں اس کا نام شامل ہے یا نہیں۔ گویا ہر شخص ہر آن اس خطرے میں مبتلا ہے کہ قضا و قدر کا فیصلہ اس کے حق میں موت کا فرشتہ بن کر آپہنچے۔

یہ جانے والے لوگ کائنات کے مالک کے سامنے اپنے کارنامہ زندگی کا حساب دینے کے لیے حاضر کیے جاتے ہیں۔ انھیں اس لیے موت آتی ہے کہ دوسری دنیا میں ان کی وہ مستقل زندگی شروع ہو جو دنیا کے عمل کے مطابق اچھی یا بری انھیں گزارنی ہے۔ یہ زندگی یا تو بے حد آرام کی زندگی ہے یا بے حد تکلیف کی زندگی۔ یہ گھڑی بہر حال آکر رہے گی ہم سب لوگ ایک ایسے ممکن انجام سے دوچار ہیں جس سے ہم صرف بچنے کی فکر کر سکتے ہیں اس کے آنے کو ہم ٹال نہیں سکتے۔

پھر انسان تو کس انتظار میں ہے کیا تجھ کو ہوشیار کرنے کے لیے یہ واقعہ کافی نہیں کہ

تو اپنے آپ کو موت سے نہیں بچا سکتا۔ کیا تجھے اپنی زندگی کو بدلنے کے لیے اس سے بڑھ کے کسی محرک کی ضرورت ہے کہ اگر تو نے دنیا میں اپنی زندگی نہیں بدلی تو تجھ کو جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیش کے لیے جلنا ہے۔ کیا تو اس سے نہیں ڈرتا کہ دنیا میں جب تیری قبر پر تیرے معتقدین پھول چڑھا رہے ہوں تو آخرت میں خدا کے فرشتے تیری بدعنوانی کے جرم میں تجھ پر کوڑے برسا رہے ہوں۔

وہ دن ہونا ہی ہے جب آنے والا تو زمین و آسمان کو الٹ دے گا وہ ایک نئی دنیا بنائے گا۔ سچ سچ کی شکل میں ظاہر ہوگا اور جھوٹ جھوٹ کی شکل میں۔ کوئی نہ خود دھوکے میں رہے گا اور نہ دوسرے کو دھوکا دے سکے گا۔ نہ کسی کا زور چلے گا اور نہ سفارش کام آئے گی۔ اس دن تیرے اقتدار کے گھروندے بکھر جائیں گے۔ تیرے بنائے ہوئے قلعے بے وقعت ثابت ہوں گے۔ تیری فرضی امیدیں تجھے دھوکا دے رہی ہوں گی۔ تیرا اقتدار تیرے کچھ کام نہ آئے گا۔ تیرے خود ساختہ ... تجھے جواب دے رہے ہوں گے۔ آہ انسان کس قدر بے سہارا ہوگا اس روز حالانکہ اسی دن اس کو سب سے زیادہ سہارے کی ضرورت ہوگی وہ کتنا محروم ہوگا اس روز حالانکہ اسی دن وہ سب سے زیادہ پانے کا محتاج ہوگا۔

اے انسان آج ہی سن لے کیوں کہ کل تو سنے گا مگر اس وقت تیرا سننا بے کار ہوگا۔ آج ہی سوچ لے اس کے آنے سے پہلے، کل تو سوچے گا مگر اس وقت کا سوچنا تجھے کچھ کام نہ آئے گا۔ خدا کا راستہ تیرے سامنے کھلا ہوا ہے۔ اس کو پکڑ لے۔ خدا کے رسول ﷺ پر ایمان لا۔ خدا کی کتاب کو اپنی زندگی کا دستور بنا۔ آخرت کے آنے سے پہلے اس کے لیے تیاری کر لے۔ یہی تیری کامیابی کا راستہ ہے اسی میں وہ زندگی چھپی ہے جس کی تجھے تلاش ہے۔ ☆☆

قطعہ

دل توڑتے سوال کا دیتے رہیں جواب — جب تک کہ ہو نہ جائے کوئی اس کا سد باب
ان جو میں آپ وقت کی اک قوت عظیم — جب چاہیں لا سکیں گے زمانے میں انقلاب

☆☆☆☆

فقہ وفتاوی

ادارہ

سوال: حفظ قرآن کی تکمیل یا قراءت قرآن کی تکمیل خوشی میں مٹھائیوں کی تقسیم یا دعوت کا اہتمام کیسا ہے؟

الجواب وباللہ التوفیق: قرآن مجید کے حفظ، تعلیم یا قراءت کی تکمیل کی خوشی میں مٹھائیوں کی تقسیم اور دعوت کا اہتمام مستحب و پسندیدہ ہے۔ شعب الایمان میں ہے "عن ابن عمرؓ قال تعلم عمر رضی الله عنه البقرة فی ثنتی عشر سنة فلما ختمها نحر جزورا" ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ عمر الفاروق رضی اللہ عنہ بارہ سال تک سورۂ بقرہ سیکھتے رہے اور جب آپ نے اس کی تعلیم مکمل کر لی تو چند اونٹ ذبح کیے۔ ظاہر ہے یہ اونٹ آپؓ نے دعوت ہی کے لیے ذبح کیے ہوں گے۔

سوال: کیا مشرکین کے تہواروں میں شرکت کی جا سکتی ہے؟

الجواب وباللہ التوفیق: مشرکین کے تہواروں میں شرکت از روئے شریعت حرام ہے۔ بیہقی میں ہے "لا تدخلوا على المشركين فی كنائسهم يوم عيدهم فإن السخط تنزل عليهم" "مشرکین کے تہواروں کے دن کے کلیساؤں میں نہ جاؤ کیونکہ ان ایام میں ان پر خدا کی لعنت نازل ہوتی ہے۔ اور بخاری شریف میں ہے "اجتنبوا اعداء الله فی عيدهم" "اللہ کے دشمنوں کے تہواروں میں شرکت سے اجتناب کرو۔"

مشرکین کے تہواروں میں استعمال ہونے والی اشیاء کو فروخت کرنا یا انھیں ہدیہ کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ (دیکھیے احکام اہل الذمۃ: ۲/۲۲۷) ☆☆

قطعہ

احساس ان کے پیکر تصویر میں اتر — جذبات ان کے جوہر شمشیر میں اتر
اخلاص و اعتماد کی ہے کیسی یہ راہ — قرآن کے پیام کی تفسیر میں اتر

☆☆☆☆

اسرار شریعت

خون کی حرمت کے اسباب

ابو طارق فلاحی

تمام ہی آسمانی شریعتوں میں خون کا استعمال حرام رہا ہے۔ توریت میں ہے "اور اسرائیل کے گھرانے کا یا ان پردیسیوں میں سے جو ان میں بودوباش کرتے ہیں جو کوئی کسی طرح کا خون کھاتے ہیں میں اس خون کھانے والے کے خلاف ہوں گا اور اسے اس کے لوگوں میں سے کاٹ ڈالوں گا کیوں کہ جسم کی جان تو خون میں ہے۔ (کتاب مقدس: باب: ۱۰،۱۱ احبار)

قرآن کریم میں ہے: ﴿حرمت علیکم المیتة والدم...﴾ تم پر حرام کیا گیا مردار اور خون......

اس کی حرمت کے اسباب درج ذیل ہیں:

۱۔ اس کی حرمت کی سب سے اہم وجہ اس کا نجس ہونا ہے۔ انسان کی پاکیزہ طبیعت اس سے نفرت کرتی ہے۔

۲۔ سائنسی طور پر جب خون کے اجزاء کی تحلیل کی گئی تو معلوم ہوا کہ خون میں یورک ایسڈ (URIC ACID) موجود ہے جو تیزابی مادہ ہونے کی وجہ سے خطرناک زہریلی تاثیر اپنے اندر رکھتا ہے اور غذا کے طور پر اس کا استعمال سخت مضر ہے۔ ذبح کا مخصوص طریقہ جو اسلام میں بتایا گیا ہے اس کی مصلحت بھی یہی ہے۔ اسلامی اصطلاح میں ذبح سے مراد جانور کو خدا کے نام پر ایسے طریقے سے ذبح کرنا ہے جس سے اس کے جسم کا سارا خون نکل جائے اور یہ اسی طرح ممکن ہے کہ جانور کی صرف شہ رگ کو کاٹا جائے لیکن گردن کی رگوں کو قائم رکھا جائے تاکہ مذبوحہ کے دل و دماغ کے درمیان موت تک تعلق قائم رہے اور جانور کی موت کا باعث صرف کامل اخراج خون ہو نہ کہ کسی اعضائے رئیسہ پر صدمہ کا پہنچنا کیوں کہ کسی اعضائے رئیسہ مثلاً دماغ، دل یا جگر کے صدمہ رسیدہ ہونے سے فی الفور موت تو وارد ہو جاتی ہے لیکن اس صورت میں خون آناً فاناً جسم میں منجمد ہو کر تمام گوشت میں سرایت کر جاتا ہے۔ اور سارا گوشت یورک ایسڈ کی آمیزش کی وجہ سے زہریلا ہو جاتا ہے۔ (بقیہ صفحہ ۳۰ پر)

قطعات

منور علی محبوب کیرکٹ

خوفِ خدا اگر ہے تو اللہ کی قسم — اے صاحبِ قلم ترا آزاد ہے قلم
ہر وقت سربلندیٔ حق کے ہی واسطے — شمشیر کی طرح چلے تحریر دم بہ دم

☆☆☆

ذکر امورِ زندگی کی طرح اسے — تعلیم و تربیت کو بنائیں نتیجہ خیز
انصاف تا کرتے رہیں اپنی ذات سے — فکر و عمل کی راہ میں ہو جائیں تند و تیز

☆☆☆☆

طرزِ فکر سے طے نہیں ہوتی ہیں منزلیں — بے جہد و جہد حل نہیں ہوتی ہیں مشکلیں
واں عمل پہ ہم کو جو اکسائیں رات دن — دنیا میں اب کہاں ہیں وہ سرگرم مخلصیں

☆☆☆☆

اپنے طریقِ کار پہ گہری نظر نہیں — حسد و مباحثہ میں پڑا کیوں ہے ہم نشیں
ایمان و کردار میں بیٹھے ہیں کر کے دوڑ — اللہ کی پکار پہ کیسی چناں چنیں

☆☆☆☆

گذرے ہوؤں کی صف میں تو کل تو بھی آئے گا — اک نقش بے نظیر اگر ہو سکے تو کھینچ
کھینچی ہوئی لکیر سے یہ چھیڑ چھاڑ کیوں — اس سے بڑی لکیر اگر ہو سکے تو کھینچ

☆☆☆☆

آتش فشاں پہاڑ سے چشمے ابل پڑیں — پانی کے بلبلوں سے بھی شعلے نکل پڑیں
اک ایسا انقلاب اگر لا سکے تو لا — دشت و جبل بھی کے ترے ساتھ چل سکیں

☆☆☆☆

ہم کار فروعات میں محصور ہو گئے — ٹکرا کے صبح و شام بھی چور ہو گئے
آپس کی کھینچ تان سے نقصان یہ ہوا — ہم ایک دوسرے سے بہت دور ہو گئے

* * * * * * * *

لیل و نہار

ادارہ

سالانہ امتحان

محمد اللہ جامعہ نے اپنا ایک اور تعلیمی سال طے کر لیا ہے سالانہ امتحان یکم نومبر سے شروع ہو چکا ہے جو انشاء اللہ ۱۷ر نومبر کو اختتام پذیر ہوگا۔ عزیز طلبہ جامعہ میں ہر چہار جانب امتحان کی تیاریوں میں مصروف نظر آرہے ہیں۔ اے کاش یہ امتحان اصلی امتحان کی جانب ہمیں متوجہ کردے اور اس کی کامیابی کے لیے ہمیں ہمہ تن مصروف کردے۔

نتائج

دفتر امتحان سے موصول شدہ خبر کے مطابق تمام ہی شعبہ جات کے نتائج انشاء اللہ ۲۳ر نومبر کو آوٹ کیے جائیں گے اور اس کے معاً بعد طلبہ کے نتائج کارڈ ان کے سرپرستوں کے یہاں بھیج دیے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ناظم امتحان مولانا انصار احمد صاحب فلاحی کو اپنی یہ ذمہ داری حسن وخوبی انجام دینے کی توفیق بخشے۔ جملہ شعبہ جات کے نتائج انشاء اللہ ماہ جنوری کے شمارے میں شائع کیے جائیں گے۔ خواہش مند حضرات چھ روپے کا ڈاک ٹکٹ بھیج کر مطلوبہ شمارہ حاصل کر سکتے ہیں۔

اعلان عام

دفتر اہتمام سے موصول شدہ خبر کے مطابق:

۲۶ء/شوال/۱۳ر جنوری/چہار شنبہ تعلیمی سال کا آغاز ۲۹ء ۱۰ر شوال/۱۹ر جنوری/شنبہ چھوٹے بچوں اور تحتانی اقامت کی ابتدا ۱۱ر شوال/۲۰ر جنوری/یکشنبہ چہار دفعہ تک ۱۳ر شوال/۲۰ر جنوری/چہار شنبہ اول/دوم داخلہ تک ۱۳ر شوال/۲۳ر جنوری/شنبہ تعلیم کا باقاعدہ آغاز: ۱۵ر شوال/۲۵ر جنوری/یکشنبہ تک تجدید داخلہ، اجراء کتب، دارالاقامہ میں کمروں کی تعیین کی کارروائی مکمل کرالی جائے گی تاکہ ۱۳ر شوال/۲۳ر جنوری/شنبہ سے مکمل یکسوئی کے ساتھ تعلیم کا آغاز ہو سکے۔ شعبہ ابتدائی میں پہلے دن سے تعلیم کا آغاز ہو جائے گا، نئے داخلوں کے بچے اساتذہ کے ایک بورڈ سے مدد لی جائے گی۔

روداد انجمن

محمد اکرم فلاحی

سکریٹری انجمن طلبہ قدیم (قطر یونٹ)

قطر یونٹ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله الكريم امابعد!

قطر میں مقیم ہم سبھی فلاحی برادران نے مولانا انصار احمد فلاحی صاحب کے انتقال پر ملال کی خبر بڑے رنج و غم کے ساتھ سنی۔ چونکہ یقین نہیں آرہا تھا کہ مرحوم اتنی جلد ہم سے جدا ہو جائیں گے اس لیے ان کی وفات کو مؤکد کرنے کے لیے مکرم و محترم مولانا رحمت اللہ الاثری صاحب سے فون پر رابطہ قائم کیا گیا تو ان کی وفات کی تصدیق کے ساتھ ہی یہ جانکاہ خبر بھی مولانا محترم نے سنائی کہ علیگڑھ کے شعبہ اردو کے لیکچرار جناب ڈاکٹر مولانا منور صاحب فلاحی بھی ۱۸/۹/۲۰۰۹ء کو اللہ کو پیارے ہو گئے۔ انا لله وانا اليه راجعون۔

اس مناسبت سے یہاں فلاحی برادران کی ایک تعزیتی نشست ۲۳ر ستمبر کو مرکز رفقائے ہند میں منعقد ہوئی۔ چونکہ دونوں فلاحیوں کی وفات کی خبر فلاحی برادران پر ایک بجلی بن کر گری تھی اس لیے اکثر فلاحی برادران اس تعزیتی نشست میں شریک رہے۔ اور سارے کے سارے سوگوار تھے۔ نشست کی کارروائی راقم الحروف نے اپنے تعزیتی کلمات سے شروع کی اور دونوں بھائیوں کے بارے میں اپنے احساسات و تعلقات کو ان لفظوں میں بیان کیا کہ مولانا انصار احمد صاحب فلاحی ایک شریف النفس انسان تھے، جامعۃ الفلاح اور انجمن طلبہ قدیم کے لیے ہمیشہ مخلص رہے آپ تحریک اسلامی کے ایک اہم رکن تھے اور اس کے کام کے لیے ہمیشہ سرگرم عمل رہتے۔ اس طرح مولانا ڈاکٹر منور حسین صاحب فلاحی دوران تعلیم بہت بے تکلف اور ایک بہترین دوست تھے۔ اور تعلیم و تعلم میں کافی ذہانت کے حامل تھے۔

بعد ازاں برادرم جناب فیاض احمد فلاحی مدنی نے دونوں مرحومین کے انتقال پر ملال پر

اپنے گھر سے رنج و غم کا اظہار کیا اور ساتھ ہی سبھی لوگوں کو موت کی یاد دلائی۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں انھوں نے لوگوں کو موت کے لیے تیار رہنے اور آخرت کے لیے تیاری کرنے پر آمادہ کیا۔ دنیا میں کھو جانے کے بجائے ہمیشہ اپنی موت کو یاد رکھنے کی جانب توجہ دلائی۔ انھوں نے مزید بتلایا کہ دنیا کے پیچھے چلنے کے بجائے ہمیں دنیا کو اپنے پیچھے چلانے کی کوشش کرنا چاہیے اور یہ اس وقت ہو سکتا ہے جب ہم ہر وقت اپنی موت کو سامنے رکھیں۔ ساتھ ہی انھوں نے نمازوں کے اہتمام اور عبادت کا ماہ پاک کی پابندی کی طرف خاص توجہ دلائی اور مرحومین کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہنے اور ان کی موت سے سبق لینے کی طرف توجہ دلائی۔

اخیر میں صدر یونٹ مکرم و محترم جناب مولانا عرفان احمد شمسی قلائی صاحب نے رقت آمیز انداز میں دونوں مرحوم بھائیوں کی موت کو سب کے لیے بہت بڑا صدمہ بتلایا اور ان کے لیے دعائے مغفرت اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام کے لیے دعا کی۔ نشست کے اختتام پر محترم مولانا عرفان احمد شمسی صاحب نے دونوں مرحوم بھائیوں کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی۔ ⁂

(بقیہ خون کی حرمت)

۳۔ کسی زندہ جسم سے خون نکلنے کے بعد فوراً جم جاتا ہے جم جانے کے بعد جو لوتھڑا (CLOT) اس میں موجود لحمیات کو ہضم کرنے والے جوہر انسانی معدہ میں نہیں ہوتے، بلکہ بلی، کتا، چیتا، بھیڑیا وغیرہ خونخوار جانوروں کے جسم میں ہوتے ہیں اس لیے اگر کوئی انسان خون پیئے گا تو خون اس کے معدہ میں جا کر جم کر بالا ہضم کرنے والے جوہروں کو بھی ناکارہ کر دے گا۔ اس طرح خون نہ صرف یہ کہ خود ہضم نہ ہو گا بلکہ اپنے بعد آنے والی غذا کو بھی ناقابل ہضم بنا دیتا ہے۔ نظام انہضام کو کچھ عرصہ تک یہ خراب کرنے کے بعد جسم آخر کار خون کو باہر نکال دیتا ہے۔ عین ممکن ہے کہ اس عمل کے دوران قولنج کی شکایت بھی پیدا ہو جائے۔

محققین یہ بھی کہتے ہیں کہ جراثیم خون پر پھلتے پھولتے ہیں اس لیے خون کا استعمال متعدد خطرات کا باعث ہو سکتا ہے۔ ⁂

بہی خواہان جامعہ کی خدمت میں

: ناظم جامعہ

آج کے طوفانی دور میں جب کہ ہر طرف مادیت کی یلغار ہے اور اخلاقی قدریں روبہ زوال ہیں، اسلام پر ہر طرف سے حملے ہو رہے ہیں اور ملت اسلامیہ کو مختلف قسم کے چیلنجوں کا سامنا ہے۔ ایسے پر آشوب دور میں "مدرسۃ الفلاح" ان چیلنجوں کا ایک پر عزم جواب ہے، جہاں مسلمان بچوں کی اس انداز سے تعلیم و تربیت کی جاتی ہے کہ ان کے اندر کتاب و سنت کا گہرا علم پیدا ہو اور اسلامی اخلاق و کردار سے آراستہ ہوں، عصر حاضر کے افکار و نظریات سے واقف ہوں اور ان کے اندر احیائے دین و شہادت حق کا ایسا جذبہ پیدا ہو کہ وہ وسعت قلب و نظر کے ساتھ معاشرے کی اصلاح اور دعوت اسلامی کے لیے اپنی صلاحیتوں کو وقف کر سکیں۔

نیچے جامعہ کے نمائندوں اور ان کے حلقہ کار کی فہرست دی جا رہی ہے۔ براہ کرم بہی خواہان جامعہ ان کے ساتھ اپنی دلچسپیوں اور ہمدردیوں کا ثبوت دیں اور دیگر احباب کو بھی اس طرف متوجہ کریں۔

جناب سراج احمد صاحب	بجے بجے، قلابہ، مدنپورہ، کا مٹھر مین، بائیکلہ، ناگپاڑہ، ڈونگری،
جناب محمد خالد صاحب	بھنڈی بازار، داور، جوگی محلہ، ممبئی سنٹر، وغیرہ۔
جناب مولانا امیر قیس صاحب	کرلا، گوونڈی، ساکی ناکہ، مرول ناکہ، چیمبور، کالینا گھاٹ
جناب افتخار الحسن صاحب	کوپر کھیرنے، ممبرا، شیواجی نگر، شانتی واڑی وغیرہ۔
جناب حاجی اخلاق احمد صاحب	ریے روڈ، ماہم، دھاراوی، باندرہ، سانتا کروز، اندھیری،
مولوی علی اختر احمد	ویلے پارلے، جوگیشوری، کشمیر نگر، بوریولی، ملاڈ۔
جناب عرفان احمد صاحب	بھیونڈی، کلیان وغیرہ
جناب روشن احمد صاحب	
جناب محمد ابراہیم صاحب	مدراس، بنگلور، میسور، مائسنا، بھدراوتی، شموگہ وغیرہ
جناب عبدالسلام صاحب	

جناب خالد حنیف صاحب	کوٹہ، ممرا، اودے پور، ناسک وغیرہ
جناب جمیل احمد صاحب	دہلی، غازی آباد، باغپت، میرٹھ، مظفر نگر، سہارنپور، دیوبند۔
جناب توفیق احمد صاحب	مراد آباد، بدایوں، نگرالہ، پیلی بھیت، دہلی
جناب حافظ عطاء اللہ صاحب	بھساول، جلگاؤں، برہان پور، مالیگاؤں، اورنگ آباد، [illegible] محل،
جناب ماسٹر جاوید صاحب	ملکاپور، فیض پور، ایول، آکولہ، جالنہ وغیرہ۔
جناب ولی اللہ قاسمی صاحب	حیدر آباد، سکندر آباد
جناب اسعد کمال صاحب	کلکتہ، آسنسول، بردوان، دھنباد، جمشید پور، رانچی وغیرہ
جناب محمد اسمٰعیل صاحب	بھاگلپور، مظفر پور، پٹنہ، سیوان۔
جناب اقبال قمر صاحب	جے پور، کوٹہ، [illegible]، سکیٹ، وزیر پور، [illegible]، [illegible] پور
مولانا محمد عالم صاحب	[illegible]، سیوہارا، گونڈہ، مرزاپور، گھوسی وغیرہ
جناب ریاض الدین صاحب	سرائے میر، پھولپور، الٰہ آباد، جون پور، مرزاپور، بنارس، مہراج گنج، بھدوہی وغیرہ۔
جناب معین الدین صاحب	مئو، کوپاگنج، سلطان پور، پورہ معروف وغیرہ
جناب حافظ احسان الحق صاحب	اندور، اجین وغیرہ
جناب عرفان احمد صاحب عثمانی	احمد آباد، سورت، واپی، بڑودہ، پاردی، بلسار وغیرہ
جناب حبیب احمد صاحب	
جناب ماسٹر انعام الدین صاحب	گورکھپور، تلسی پور، بستی، گونڈہ، بلرامپور، بہرائچ وغیرہ
جناب عتیق سہیل صاحب	بنارس، لکھنؤ، کانپور، بریلی، رامپور، نینی تال، علی گڑھ
جناب محمد محسن صاحب	فیض آباد، [illegible]، بھولے پور، دہلی، مچھلی شہر وغیرہ
جناب پرویز عالم صاحب	اعظم گڑھ، مبارک پور، محمد پور، صدر، آنوک، کوئیلاری، [illegible] پور، [illegible] وغیرہ۔
جناب صغیر احمد صاحب	نصیر پور، لگوا، ہنگائی پور، علاؤالدین پٹی، [illegible]، [illegible]،
جناب اعجاز احمد صاحب	چھپیں، چھچھوری وغیرہ

تعزیتی نشست

مولانا صغیر احسن اصلاحی مرحوم کی وفات پر ۱۵ ار نومبر ۲۰۰۰ء کو ابو اللیث ہال میں ایک تعزیتی نشست منعقد ہوئی جس میں اساتذہ و کارکنان اور طلبہ کے علاوہ قرب و جوار کی معزز ہستیوں نے بھی شرکت کی۔ اس کا آغاز حبیب احمد کاظمی کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اس نشست میں حافظ احسان الحق صاحب فلاحی امیر مقامی جناب مفتی محمد انور صاحب، مولانا سلامت اللہ صاحب اصلاحی، مولانا شبیر احمد صاحب اصلاحی، مولانا عمران احمد صاحب فلاحی، ڈاکٹر فرید صاحب فلاحی، ڈاکٹر زبیر احمد صاحب فلاحی، معتمد تعلیم و تربیت مولانا رحمت اللہ اثری صاحب اور مولانا طاہر مدنی صاحب نے اپنے تاثرات و احساسات بیان فرمائے اور مولانا کی سیرت و کردار اور آپ کی نمایاں خوبیوں کا تذکرہ کیا جس کی مفصل روداد ان شاء اللہ ماہ جنوری کے شمارے میں ہدیہ قارئین کی جائے گی۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مرحوم بے شمار خوبیوں کے مالک تھے چند نمایاں خوبیاں درج ذیل تھیں:

۱۔ سفر و حضر ہر جگہ باجماعت نماز کا اہتمام

۲۔ مریضوں کی عیادت اور جنازوں میں شرکت کا التزام

۳۔ انفاق فی سبیل اللہ کا بے پناہ جذبہ

۴۔ عبادات اور نوافل کا اہتمام

۵۔ تصنع اور تکلفات سے کلی اجتناب، سادگی اور قناعت

۶۔ جملہ علوم شرعیہ و عقلیہ پر عبور اور کامل دسترس

آخر میں یہ تعزیتی نشست مولانا عبد الحسیب صاحب اصلاحی کے صدارتی کلمات پر اختتام پذیر ہوئی۔ موصوف نے دل کی گہرائیوں سے مرحوم کے بلند اخلاق، اعلیٰ علمی مقام، خوش اخلاقی اور خاکساری کا تذکرہ کیا اور آپ کی زندگی کے [illegible] پہلوؤں کو اختیار کرنے کی ترغیب دلائی۔